پروفیسر محمد حمزہ نعیم

اصحاب سبت سے عبرت پکڑیں

وہ لوگ ایلہ نامی بستی کے رہنے والے تھے جو مدین اور طور کے درمیان موجودہ عقبہ نامی جگہ پر آباد تھی۔ بحر قلزم کے کنارے آباد ہونے کی وجہ سے وہ مچھلی کھانے اور اس کے شکار کے عادی تھے۔ جمعہ کی شام کو وہ لوگ قلزم کے کنارے کے نزدیک گڑھے کھود کر پانی کا رخ ادھر کر دیتے۔ ہفتے کی صبح مچھلیاں ان گڑھوں میں آجاتیں تب وہ گڑھوں سے واپسی کا راستہ بند کر دیتے۔ بعض لوگ جمعہ کے دن کانٹے اور جال بحر قلزم میں لگا دیتے اور مچھلیاں ہفتے کو سطح آب پر آتیں اور جال میں پھنس جاتیں۔ یہ لوگ اتوار کو جا کر مچھلیاں پکڑ لیتے۔ سمجھانے والوں کے سمجھانے پر کہتے ہم نے ہفتے کو مچھلیاں تھوڑا ہی پکڑی ہیں۔ کانٹے، جال اور گڑھے سارا عمل جمعہ کو اور شکار اتوار کو کیا ہے۔ سمجھانے والے ان کی اس روشن خیالی اور شعائر الٰہی کی بے حرمتی پر انھیں عذاب الٰہی سے ڈراتے۔ اس قوم نے خود ہی تو اصرار کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہفتہ کا دن صرف عبادتِ الٰہی کے لیے طے کرایا تھا اور اللہ نے ان سے اس کے متعلق بہت سخت قسم کا عہد و پیماں لیا تھا۔ (القرآن، آل عمران)...... ''انسان اپنی نفسانی شرارتوں کو خوب پہچانتا ہے' چاہے لوگوں کے سامنے بہانے تراشتا رہے۔'' اور ''اللہ تو آنکھ کی خیانت اور دلوں کے مخفی کھوٹ کو بھی جانتا ہے''۔ (القرآن) اللہ بے نیاز ذات ہے، وہ خالق کون و مکاں ہے، سب کچھ اسی اکیلے کی مخلوق ہے، وہ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان بھی ہے۔ اس کے پاس صرف ایک چیز نہیں ہے وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز ''عاجزی'' ہمہ وقت اس کے دربار میں پیش کی جاتی رہے پھر اس کی مہربانیوں کی انتہا نہیں۔ سخت چٹانوں کے اندر کیڑا بھی روزی سے محروم نہیں۔ مگر وہ بھی **سبحان من یرانی ویرزقنی ولا ینسانی** کے گیت گا کر خالق اعظم کے ہاں ہدیہ حمد وثنا پیش کرتا رہتا ہے۔ اس خالق کائنات نے سب کچھ انسان ہی کے لیے بنایا ہے اور اسے اپنا محبوب بنایا ہے۔ اس سے غلطی ہو جائے تو وہ معاف کر کے ستاری کے پردے ڈال دیتا ہے مگر معذرت اور تسلیم شرط ہے۔ اگر انسان اس ذات کبریا کے سامنے اکڑ دکھائے یا چالاکیاں کرے تو آواز آتی ہے تو نے میری کبریائی کی چادر کو ہاتھ ڈالا ہے اور تو نے دھوکا مجھے نہیں دیا اپنے کو دیا ہے...... اس کی ذات بڑی نرالی ہے اندھیرے میں سے روشنی اور روشنی میں سے اندھیرا پیدا کرنا۔ خیر میں سے شر اور شر میں سے خیر پیدا کرنا اس کی اپنی مصلحت ہے پھر وہ خود قوانین کا مالک ہے ہمیں ظاہر میں کچھ نظر آتا ہے۔ نتیجہ کچھ اور برآمد ہونے والا ہوتا ہے۔ اس خالق لم یزل کی نظر انجام پر ہوتی ہے۔ ہمارا کام چوں چرا نہیں اس کے حکم پر عمل ہے پھر وہ جو چاہے کرے اور جب ہمیں اس کی مرضی حاصل ہوگی تو نتیجہ بھی خیر ہی کا ہوگا۔ وہ کبھی طالوت کے لشکر کو نہر کے پانی سے روک دیتا ہے اور نتیجہ میں پانی نہ پینے والے گنتی کے فئہ قلیلہ کو فاتح و غالب بنا دیتا ہے۔ جب کہ پانی پینے والوں کو نہر کنارے بے یار و مددگار پڑے رہنے دیتا ہے۔ کبھی وہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے چودہ

ساتھیوں کو مرنے مارنے کے عہد کے باوجود کفار قریش کی جملہ شرائط ماننے کا فیصلہ کر دیتا ہے مگر جب اصحاب رسول علیہم السلام طبعی ناگواری کے باوجود حکم رسول اور مرضی رب پر عملدر آمد کرتے ہیں تو اسی ظاہراً ناپسندیدہ صورت میں خیر کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور آسمان سے فتح مبین کا مژدہ اتارتا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے ناز و نخرے برداشت کرتے جب مالک نے ان کو کبھی کبھی آزمایا تو وہ اکثر فیل ہوئے۔ کنارہ بحر پر آباد بستی میں آباد لوگوں میں سے بھی ایک نیک بخت طبقہ کے سوا شعائر الٰہی کی مخالفت پر لوگ جمع ہوگئے تھے۔ اس روشن خیال طبقے کا خیال تھا کہ تم پرانے زمانے کے لوگ ہو' بھلا اللہ کو ہماری کوتاہیاں کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں، وہ تو غفور رحیم ہے، ہمارے گناہ خود ہی معاف کر دے گا اور مچھلیاں پکڑنا گناہ بھی کون سا ہے۔ یہ مولوی لوگ تو ہر بات پر لا یجوز کا فتوی لگاتے رہتے ہیں، یہ ان کی تنگ ذہنیت اور تاریک خیالی کی دلیل ہے...... نیک بخت طبقہ کے کچھ لوگ بھی تھک ہار کر بیٹھ گئے کہ اب ان کو سمجھانا بے فائدہ ہے۔ وہ اپنے باعزیمت ساتھیوں سے کہنے لگے کہ اس قوم کو اللہ ہلاک کرنے ہی والا ہے یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ اب تم بھی ان لوگوں کو کیوں سمجھاتے ہو مگر ان صاحب عزیمت نیک بخت ساتھیوں نے جواب دیا کل کو ہم اللہ کو تو معذرت کر سکیں گے ناں کہ ہم تو آخر دم تک سمجھاتے رہے تھے اور اللہ کی طرف سے یہی ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم اسی کے مکلّف ہیں اور ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کو ہوش و ہدایت آ ہی جائے۔

بہر حال بہانے باز لوگ اپنی نافرمانی پر قائم رہے۔ فسق و فجور میں تو پہلے ہی مبتلا تھے' اب جب سب کی حرمت اور اس دن کے احکام سے قطعاً غافل اور بے پروا ہو کر نڈر اور بے باک ہوگئے۔ تب اچانک غیرت حق کو حرکت ہوئی اور مہلت کے قانون نے گرفت کی صورت اختیار کر لی۔ حضرت حق جلہ مجدہ نے اشارہ کن سے انھیں بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیا اور وہ انسانی شرف سے محروم ہو کر ذلیل و خوار حیوانوں میں تبدیل ہوگئے...... سعادت مند جماعت نے ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ جب دوسری صبح دیر تک اس جانب زندگی کی چہل پہل محسوس نہ ہوئی تو انھوں نے آکر دیکھا تو عبرت کے مناظر تھے ہر گھر میں بندر نظر آ رہے تھے اور (بقول دیگر مفسرین) ان کے وڈیروں کو خنزیر بنا دیا گیا تھا کہ وہ خدائی احکام کے ساتھ زیادہ بے حیائی اور ڈھٹائی سے پیش آتے تھے اور اپنے چھوٹوں کو سمجھاتے نہیں تھے۔ اب یہ عذاب یافتہ افراد اپنے ان (سعادت مند) عزیزوں کو دیکھ کر ان کے قدموں میں لوٹتے اور اپنی حالت زار کا اشاروں میں اظہار کرتے تھے۔ سعادت مند جماعت نے باحسرت و یاس اُن سے کہا کیا ہم تم کو بار بار اس خوفناک عذاب سے نہیں ڈراتے تھے۔ انھوں نے سنا تو حیوانوں کی طرح سر ہلا کر اقرار کیا اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اپنی ذلت و رسوائی کا دردناک منظر پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں چار سورتوں میں یعنی سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، سورۃ مائدہ اور سورۃ اعراف میں اس کا ذکر کیا ہے اور امت محمد یہ کو شعائر اللہ کی توہین اور ہتک سے باز رہنے کا سبق دیا ہے۔ مگر اس امت میں بھی اللہ معاف کرے کبھی حجاب اور ڈاڑھی پر طنز کی جاتی ہے، کبھی جہاد پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے اور کبھی مساجد و مدارس کو گرایا اور غیر قانونی بتایا جاتا ہے۔ بھلا جس کی ساری زمین ہے، جس کی ساری کائنات ہے، اسی کی اپنی بنائی ہوئی زمین پر اس کا گھر

(مسجد) غیر قانونی؟......ہم نے عذاب الٰہی کو دعوت دینے میں کون سی کسر چھوڑی ہے۔ یہ زمین کسی کی نہیں اللہ کی ہے۔ مسلمان تو جہاں جاتے تھے پہلے مساجد (اللہ کا گھر) بناتے تھے پھر دوسری آبادی بنا کرتی تھی۔ اگر اس توہین آمیز صورت حال میں چند سعادت مند رکاوٹ نہ بنیں اور سبھی شعائر اللہ کی توہین پر راضی ہو جائیں تو اللہ کا عذاب سب کو پیس کر رکھ دے۔ ان شعائر (جن کا ذکر ہوا ہے) کے ساتھ دیگر شعائر بھی ہیں مثلاً روزہ، عیدین، قربانی، حج بیت اللہ اور ان کے اوقات بھی اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی عظمت برقرار رکھتا ہے۔ تو اسے دل کا تقویٰ نصیب ہو جاتا ہے (القرآن)۔ ایک بات یہ سلسلہ اصحاب سبت مزید عرض کر دی جائے کہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں کسی ایسے وقت پیش آیا۔ جب کہ ایلہ میں کوئی نبی موجود نہیں تھا اور **امر بالمعروف اور نھی عن المنکر** کا فریضہ وہاں کے علمائے حق ہی کے سپرد تھا۔ اس لیے قرآن مجید نے صرف انھی کا تذکرہ کیا اور کسی نبی یا پیغمبر کا ذکر نہیں کیا......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ایسی گمراہی کا ارتکاب نہ کرنا جس کا یہود نے ارتکاب کیا کہ اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کو معمولی حیلوں کے ذریعے حلال کر لیتے تھے (حالانکہ وہ حلال نہیں ہو جاتی تھیں) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی فرماتے ہیں کہ ادائے فرض میں اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ جن کے مقابلے میں فریضہ ادا کیا جا رہا ہے۔ وہ اس کو قبول کرتے ہیں یا نہیں......اس لیے کہ اس ادائے فرض کی جزا میں یہ کیا کم سعادت ہے کہ وہ شخص بہر حال اجر و ثواب اور رضائے الٰہی سے معزز و مفتخر ہوتا ہے......تو آج جب کہ نبوت ختم ہو چکی یعنی نبیوں کا آنا بند ہو چکا تو علمائے حق ہی **امر بالمعروف اور نھی عن المنکر** کا فریضہ ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں اور عامۃ المسلمین پر فرض ہے کہ علمائے حق کی نیک بخت جماعت کی رہنمائی میں اعمال خیر ادا کریں۔ اعمال شر سے بچیں اور شعائر اللہ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کریں۔ یہ بھی خیال رہے کہ اصحاب سبت ایلہ والے بھی اپنے زمانے کے مسلمان ہی تھے اور عذاب کافروں سے زیادہ شعائر الٰہی کی توہین کرنے والوں پر ہی آتا رہا ہے۔ جیسے ابرہہ عیسائی تھا اور کعبۃ اللہ شعائر الٰہی کی توہین کرنے آیا تھا۔ اوپر ذکر ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے طے کردہ دن سبت اللہ کا شعار تھا، جس کی توہین پر اصحاب سبت کو عبرت ناک سزا دی گئی۔

میری جرأت تو نہیں مگر علمائے کرام سے ایک سوال کرتا ہوں کہ آیا صرف سبت ہی اللہ کا طے کردہ وقت تھا یا جمعہ، شب تراویح، شب عید، ایام اضحیٰ اور یوم عرفہ و حج بھی اللہ اور اس کے محبوب آخری رسول کی آخری امت کے لیے طے کردہ اوقات و ایام ہیں......میرا خیال ہے علماء کرام نفی میں جواب نہیں دیں گے۔ تو اب ایک تو عملی فسق ہے کہ ایک آدمی مسلمان کہلاتا ہے مگر روزہ نہیں رکھتا، نماز یں نہیں پڑھتا، قربانی اور حج نہیں کرتا مگر دل سے اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے۔ دوسری طرف ایک آدمی ان اوقات کو مانتا ہی نہیں، انکار کرتے ہی وہ کفر کی حدود میں چلا جاتا ہے مگر ایک تیسرا طبقہ ایسا ہے جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتا اور اس کا اعلان بھی سر عام کرتا ہے اور اپنی بات نہ ماننے والوں کی تضحیک بھی کرتا ہے۔ آپ خود سوچئے شک کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کی ضد میں حلال کو حرام قرار دے رہے ہیں یعنی اس دن رویت نہیں ہوئی۔ کھانا پینا حلال ہے اور انھوں نے روزے کے وجوب کا اعلان کر دیا ہے پھر چاند

نظر نہیں آیا مگر سائنسی نیومون نظام کے مطابق عید ہونے کا اعلان کر دیا گیا ہے یعنی روزہ رکھنا فرض اور کھانا پینا حرام تھا۔ جسے حلال کر دیا گیا ہے۔ پھر اگلا دن مطابق عینی رویت عید الفطر تھا اور ان لوگوں نے نیومون کے سائنسی نظام کے تحت شوال کے چھے روزے رکھنا حلال کر دیا جبکہ عید والے دن روزہ رکھنا مسلمان تو نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ ضد وعناد نہ ہو، **لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا** ......اور دوسری جگہ فرمایا **بغیا بینھم** ......گمراہی کا سبب آپس میں ضد وعناد اور دشمنی ہے......اسی طرح حقیقی عینی رویت کے مطابق چاند کی ۹ کو قربانی بقول علما درست نہیں مگر یہ لوگ اسے ۱۰ قرار دے کر قربانیاں کرتے اور حتیٰ کہ ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو ۹ ذی الحجہ عرفہ قرار دے کر فریضہ حج ادا کرنے کا اعلان کر دیتے ہیں تو کیا اللہ نے بندوں کے پیار میں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت اور خیر الامم ہونے کی بنا پر کیا۔ اللہ ذوالجلال مجبور ہو جائے گا کہ چلو تمہاری یہ حرکتیں ہمیں محبوب ہیں ہم غیر رمضان کو رمضان سمجھ لیں گے، آخری روزے کو عید سمجھ لیں گے، ۸ یا ۹ ذی الحجہ کو ذبیحہ قربانی سنت ابراہیم قرار دے لیں گے اور تمہارے کسی بھی دن کی عرفات حاضری کو حج مان لیں گے چاہے وہ ۷ ذی الحجہ ہو یا ۸۔

ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

کیا یہ باتیں اللہ کے عذاب کو دعوت نہیں دیتیں۔ الوطن ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ، جنگ لندن ۱۰ جنوری ۲۰۰۵ء کے مطابق سعودیہ کی چھے سرکاری کمیٹیوں نے چاند نہ ہونے کی اطلاع دی اور حسابی طور پر چاند مطلع سے قبل مغرب میں غروب ہو چکا تھا مگر رویت ہلال کا اعلان کر دیا گیا۔ پوری دنیا میں اس پر علمی بحث اور لے دے ہوتی رہی مگر حکام اپنی ہی بنائی رویت کمیٹیوں کی اطلاع کے خلاف اپنے غلط اعلان پر ڈٹے رہے۔ ایک سعودی عالم ایمن کردی نے ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۳ء تک ۴۲ سالوں کی رویت ہلال کو سعودیہ کے پانچ بڑے شہروں کے کوائف دے کر غلط ثابت کیا ہے۔ پاکستان کے صوبہ سرحد کی اکثریت اور اب صوبائی سرکار انھی سعودی اعلانات پر روزے اور عیدین کرتی ہیں۔ اور دوسرے مسلمانوں سے بھی ایسا کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ جب کہ معروف جید عالم مولانا نازرولی خان کے معلوم کرنے پر بتایا جاتا ہے کہ ہمیں کلاشنکوف بردار بڑے گروپ نے اعلان رویت پر مجبور کیا ہے۔ بقول مفتی منیب الرحمٰن (چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان) سرحد کے ایک مولانا صاحب نے رویت ہلال کی غرض سے اپنا فرزند دلبند (ہلال = الغلام الجلیل) پیش کیا کیونکہ اگر وہ سائنسی نیومون کا نام لیتے تو وہ گواہی قبول نہ ہوتی......کوئٹہ کے جناب بشیر احمد اور زونل کمیٹی کے رکن قاری بشیر احمد کی قلمی شہادتیں کہ سرحد کے ایسے واقعات موجود ہیں کہ ضمیر کو سلایا، غلط تاویلات کا سہارا لیا اور ایک دو دن پہلے ہی رویت ہلال کی گواہی دے دی اور پرنالہ وہیں پر رہا یعنی سعودی نیومون سسٹم اعلان رویت کیا گیا اور بعض اوقات ان سے بھی پہلے روزہ عیدین کر لیے۔ جسٹس مولانا تقی عثمانی نے بھی لکھا کہ ایک بزرگ سالہا سال پیشگی روزہ عیدین کروانے کے بعد بیت اللہ کے پردوں کو پکڑ کر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کہ یہ گناہ معاف ہو جائے......اللہ کے شعائر کی توہین پھر جرأت توبہ! نہیں معلوم ہم کب سے عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہ الگ بات کہ اللہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سو

فیصد نہیں مٹانا چاہتا مگر کیا اِنھی علاقوں میں زلزلے اور ہزاروں لاکھوں کا زندہ درگور ہونا اور پھر روشن خیال حکومت کا ان کو ہر لمحے ہر یوم مٹاتے چلے جانا۔ معاہدۂ امن کرنے کے بعد پھر ان کو بمباری اور آتش وآہن کی زد میں لے آنا یہ کس بات کی نشانیاں ہیں حالانکہ علمی طور یہی علاقے اور اِنھی علاقوں کے باسی دینی غیرت اور دینی اعمال کا نشان ہیں مگر شعائر اللہ کی توہین اللہ کو کب گوارا ہے۔ پھر عرب ممالک خصوصاً سعودیہ کو دیکھ لیں کیا عملی طور پر وہ بوزنوں کے غلام نہیں بن چکے کیا یہ رسوائی کم ہے۔

مولانا تنویر احمد شریفی بن قاری رشید احمد شریفی بن قاری شریف احمد کراچی رقم طراز ہیں:

''صوبہ سرحد کے علماء وعوام اگر اسی طرح بغیر چاند کے اپنی عبادتیں کرتے رہے تو خطرہ ایک مرتبہ پھر ۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء جیسے سانحہ کا ہے۔ اس لیے کہ لوگوں کی عبادتیں خراب ہورہی ہیں ......وزارت مذہبی اموراس پر کوئی مثبت اقدام کرے تاکہ انتشار ختم ہو اور شرعی صورت باقی رہے یا اس معاملے میں صوبہ سرحد کو الگ کردے۔ نہ وہاں مرکزی کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ زونل کمیٹی کا وجود...... مولانا محترم نے بجا فرمایا مگر کہیں ان کے مطالبے وزارت مذہبی امور کی بجائے اللہ کی طرف سے وزارت دفاع، فوجی صدر اور افواج پاکستان تو وہ مثبت اقدام نہیں کر رہیں جس پر ہمارے محترم علمائے سرحد اور حکومت بھی مکمل طور پر خاموش ہے یا خاموشی پر مجبور ہے۔

یا اللہ! ہمیں توبہ نصیب کر اپنے شعائر کی توہین سے بچا اور پہلی قوموں جیسے عذابوں سے بچا۔ تُو ہمیں خصوصی رحمت وانابت نصیب کر آمین یا ملک یوم الدین۔

....

مصادر ومراجع:

(۱)　قرآن کریم ترجمہ وتفسیر از مولانا محمود الحسن اموی+ تفسیر عثمانی
(۲)　درس قرآن، آسٹریلیا مسجد لاہور
(۳)　قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
(۴)　رویت ہلال خالد اعجاز مفتی لاہور
(۵)　روزنامہ جنگ لندن جنوری ۲۰۰۵
(۶)　الوطن سعودیہ ۱۴۲۵ھ
(۷)　JAS اردن
(۸)　NASA رپورٹ اگست ۲۰۰۳ء صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۱ U.S.A.
(۹)　دینی مجلّات (نقیب ختم نبوت، الخیر، انوار مدینہ، حق نوائے احتشام، فقہ اسلامی)
(۱۰)　بیسیوں انٹرنیٹ مضامین، ذاتی مطالعہ وسالہا سال کا تجربہ